عقیل احمد انجم

دوہرا معیار

موجودہ دور میں اگر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو ہمیں ایک چیز نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ وہ یہ کہ لوگوں نے دو پیمانے بنا رکھے ہیں۔ ایک پیمانہ اپنے لیے اور دوسرا پیمانہ دوسروں کے لیے۔ وہ اپنے لیے بہتری کی خواہش رکھتے ہیں اور دوسروں کے لیے برا چاہتے ہیں۔ اپنے لیے تو یہ پسند کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، لیکن وہ خود دوسروں کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کا خوب خیال رکھیں، لیکن وہ خود دوسرے لوگوں کا ذرہ برابر بھی خیال نہیں رکھتے اور ان کے ساتھ رواداری اور خندہ پیشانی کے ساتھ بالکل پیش نہیں آتے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں لوٹ کھسوٹ، رشوت، بددیانتی، جھوٹ، فریب اور جعل سازی وغیرہ کی اخلاقی بیماریاں عام ہیں۔ اسلام نے ایک صالح اور پرامن معاشرے کے لیے یکساں رویے کو ضروری قرار دیا ہے اور اسے ایمان کا نمایاں وصف قرار دیا ہے۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک وہ دوسروں کے لیے بھی وہی چیز نہ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (متفق علیہ)

آج مسلم معاشرہ کا یہی حال ہو گیا ہے۔ مسلمان خود تو چاہتے ہیں کہ انھیں کسی طرح کا نقصان یا گزند نہ پہنچے مگر وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

جب ہم اپنے لیے نقصان برداشت نہیں کر سکتے تو پھر ہمیں دوسروں کے نقصان کی بھی خواہش نہیں کرنی چاہیے۔ ایک مثل مشہور ہے کہ جو دوسروں کے لیے گڑھا کھودتا ہے وہ خود گڑھے میں گرتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کی شکایت اور برائیاں بیان کرتے ہیں، ہر کس و ناکس کو برا بھلا کہہ دیتے ہیں، دوسروں کی عزت و ناموس کا بالکل خیال نہیں

رکھتے اوران کی کمزوریاں مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں، جبکہ وہی لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ دوسرے لوگ ان کی برائیاں بیان کریں۔ شیخ سعدی نے ایسے موقع کے لیے بڑے پتے کی بات کہی ہے:

''جو شخص تمھارے سامنے کسی کی برائی کررہا ہوتا ہے، وہ یقیناً کسی اور کے سامنے تمھاری بھی برائی کرے گا۔''

تین چیزیں معاشرے کی بہتری اورافراد کو زیور اخلاق سے آراستہ کرنے سے یا یوں کہیں کہ حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ غریبوں کو کھانا کھلایا جائے، ان کی ضرورتوں کا لحاظ رکھا جائے، ان کی مزاج پرسی کی جائے۔ سلام کو عام کیا جائے اور صلۂ رحمی کا رواج ہو، اس لیے کہ اس سے امت آپس میں گھل مل کر رہے گی اور مضبوط بنیاد کی طرح ہوگی۔ چوتھی بات یہ کہی گئی کہ رات کے آخری حصے میں نماز (تہجد) کا اہتمام کرو، تاکہ اللہ سے قربت اور لگاؤ میں اضافہ ہو، ساتھ ہی دیگر امور (عبادات اور معاملات) میں خلوص وللّٰہیت پیدا ہو جائے، جس سے توکل علی اللہ کی کیفیت پیدا ہو۔ آخر میں اس کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تم ایسا کرو گے تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ ایک مومن کا رشتہ دوسرے مومن سے بھائی چارگی پر مبنی ہوتا ہے۔ اس کے باوجود مومن کا رشتہ بھی ایسا مضبوط ہونا چاہیے کہ آدمی اپنے مومن بھائی کی تکلیف کو خود اپنی تکلیف محسوس کرے، اس کی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت اس پر ظلم گویا خود اپنے اوپر ظلم تصور کرے اور یہی ایمان کی کیفیت اور اس کا تقاضا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

قرآن کہتا ہے:

''مومن تو سب بھائی بھائی ہیں۔'' (الحجرات ۴۹: ۱۰)

ایک مسلمان کو اپنی ہی طرح دوسرے مسلمان کی حفاظت کرنی ہے اور اس کی ضرورتوں کا خیال رکھنا ہے۔ اس طرز عمل میں بھی خود اس کا فائدہ ہے، کیونکہ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کا خیال رکھے گا۔ اگر وہ دوسروں کا خیال رکھے گا اور اس کی عیب جوئی کے بجاے، پردہ پوشی کرے گا تو خدا بھی اس کی پردہ دری فرمائے گا۔ اگر انسان اپنے اوپر اپنے مسلمان بھائی کو ترجیح دینے لگے گا یا کم از کم اپنی ہی طرح اس کی بھلائی بھی چاہے گا تو اس کے نتیجے میں اس کے اندر کی بہت سی خرابیاں اور اخلاقی گراوٹیں خود بہ خود ختم ہو جائیں گی۔ ایسا شخص اپنے معاشرے میں چلتا پھرتا عملی نمونہ ہوگا جسے دیکھ کر لوگ بھی اپنے رویے میں تبدیلی لائیں گے جسے اصلاح امت کا کارعظیم سمجھا جائے گا۔ لیکن یہ سب کچھ تبھی ہوگا جب آپ دہرا معیار اور دو پیمانوں کو چھوڑ کر سب کے لیے یکساں معیار اپنائیں گے۔ جو اپنی اولاد کے لیے یا اپنے گھر والوں کے لیے سوچتے ہیں وہی دوسروں کے لیے سوچیں گے۔